ملنے کا پتہ: مکتبہ فیضانِ سنت دوکان نمبر 28 لائق علی چوک واہ کینٹ

بیرونی حضرات 6 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیں

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو شیخ الاسلام والمسلمین حافظ ملت پیر طریقت عالم ربانی ماہر علوم شریعت پیکر اخلاص ومحبت الحافظ العلامہ پیر

سلطان محمود نقشبندی دریاوی مدظلہ

کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی نظر کیمیا اثر نے حق کے راستے پر گامزن کیا۔

احقر

ظفر محمود

تاریخی پس منظر

1857ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ وہ جگر سوز اور رنج سلوک روا رکھا جس کی مثال اس کرہ ارض پر موجود نہیں۔ مسلمانوں کی تحقیر و تذلیل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا گیا۔ مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ تحریک آزادی سے تعلق رکھنے والے علمائے اہلسنت ومجاہدین پر وہ مظالم ڈھائے گئے کہ ہلاکو، چنگیز اور ہٹلر جیسے سفاک بھی پیچھے رہ گئے۔(۱) کالے پانی کی سزائیں دی گئیں، زندہ مسلمانوں کو سؤر کی کھال میں سلوا کر تیل میں ڈالا گیا، جامع مسجد فتح پور سے قلعہ کی دیوار تک مسلمانوں کی لاشوں کی دیوار کھڑی کی گئی، مجاہدین اہلسنت کو توپ سے اُڑایا گیا، مساجد کی بے حرمتی اور ان کے حوضوں میں گھوڑوں کی لید ڈالی گئی۔(۲)

تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ مسلمانوں نے کم وبیش ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کی اور انگریزوں نے اقتدار بھی مسلمانوں سے چھینا تھا اس لیے وہ مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قتل کرنا ان کے اموال چھین لینا اور زندگی کی ہر نعمت سے انھیں محروم کر دینے میں انگریزوں نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ امت مسلمہ کی بنیادیں کھوکھلی کر دینے تا کہ یہ دوبارہ کبھی سر نہ اٹھا سکیں کی پالیسی کے تحت نام نہاد علماء کی بھرتی کی گئی اور اُن کے برطانوی فتاویٰ کے ذریعے اسلامی حمیت کا جنازہ نکال کے رکھ دیا۔ اس کام میں ہندو انگریزوں کے شانہ بشانہ کام کر رہے تھے اور وہ علماء سوء

---

(۱) جماعت اہلسنت (تاریخ، اہداف، عزائم) از علامہ عبدالحکیم شرف قادری

(۲) انوارِ رضا ضیا القران پبلیکیشنز لاہور

جنھوں نے ہندو اور انگریز کی نمک حلالی کرنے میں میر جعفر و میر صادق جیسے ملت فروشوں کو بھی میلوں پیچھے چھوڑا اور حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ مسلم غیر مسلم میں کوئی فرق نہ رہا۔ شریعت محمدی کے ساتھ ایسا گھنونا مذاق کیا کہ کافر بھی کانوں کو ہاتھ لگائے۔ خان عبدالوحید خان (سابق مرکزی وزیر) ایک دل ہلا دینے والے واقعہ کا انکشاف کرتے ہیں۔

''جامع مسجد دہلی کے منبر پر شردھانند کی تقریریں کرائی گئیں۔ ایک ڈولی میں قرآن کریم اور گیتا کو رکھ کر جلوس نکالے گئے۔ وید کو الہامی کتاب کہا گیا مسلمانوں نے اپنے ماتھے پر قشقے لگائے۔ گاندھی کی تصویروں اور بتوں کو گھر میں آویزاں کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کرشن کا خطاب دیا گیا۔ (معاذ اللہ) گائے کی قربانی کی ممانعت کے فتاویٰ کو اونٹوں کی پشت سے تقسیم کیا گیا۔ (۱)

دوسری طرف گاندھی نے آزادی ہند کا نعرہ لگایا اور اپنی سحر بیانی اور شاطر دماغی سے مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈروں اور علماء کو اپنے ساتھ ملا لیا اور خود ان کا لیڈر بن بیٹھا۔ اور یہ نابغہ روزگار گاندھی کی چال بازی کو نہ سمجھ سکے اور اُس کے سحر میں ایسے گرفتار ہوئے کہ اب گاندھی کے آشرم میں سجدہ کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ چودھویں صدی ہجری میں مسلمانانِ پاک و ہند کے مذہبی سیاسی معاشی حالات کا نقشہ کچھ یوں تھا۔ نئے نئے خیالات و تصورات اور نظریات سامنے آرہے تھے۔ بھانت بھانت کی بولیاں بولی جارہی تھیں۔

''کوئی کہہ رہا تھا!

---

(۱) مسلمانوں کا ایثار اور جنگ آزادی از خان عبدالوحید خان بحوالہ انوارِ رضا

اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو گاندھی نبی ہوتے۔(معاذ اللہ)

کسی نے یہ نعرہ مستانہ لگایا!

زبانی جے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرو گے تو خدا راضی ہوگا۔

ایک صاحب نے اپنے عشق کا اظہار اس طرح کیا!

کہ ان (گاندھی) کو اپنا راہ نما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں کہ میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے

عُمرے کہ بآیات وآحادیث گذشت

رفتی وشار بُت پرستی کردی" (۱)

مزید دو قدم آگے بڑھے اور گاندھی کی مدح میں یوں رطب اللسان ہوئے!

"آپ کا استقلال ہندو مسلم اتحاد کے لیے ایک یادگار ہے۔اگر خدا چاہے گا تو آئندہ گائے قربان نہ کی جائے گی۔۔۔۔۔۔میں آئندہ گائے کی قربانی نہیں دوں گا اور میری خواہش ہے کہ عامۃُ المسلمین میرا اتباع کریں۔" (۲)

مزید ترقی ہوئی تو شانِ رسالت پر بھی حملے ہونے لگے اور گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے کے مصداق کہنے والے نے کہہ دیا!

"نماز میں حضور ﷺ کا خیال آجائے تو وہ اپنی گائے اور گدھے کے خیال میں مگن ہوجانے

---

(۱) تنقیدات وتعاقبات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری

(۲) ایضاً

سے بدر جہا برا ہے'' (معاذ اللہ)

کوئی کہہ رہا تھا!

''کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ﷺ سب میں آخری نبی ہیں۔'' (معاذ اللہ) کسی نے کہا! ''اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے'' (معاذ اللہ)

کسی کے خیال میں ''جیسا علم حضور ﷺ کو ہے ایسا علم تو بچوں دیوانوں جانوروں درندوں سب کو حاصل ہے۔'' (معاذ اللہ) کسی نے آئمہ دین پر اعتراض کیا، کسی نے سلف صالحین کو برا کہا، کسی نے اولیاء کرام پر کیچڑ اُچھالا۔ (۱)

اور من کی وہ صاف وشفاف دنیا جہاں کبھی عشق ومحبت ایمان وعقیدت کی آبشار بہا کرتی تھی اب اُس کی جگہ نفرت وعداوت کے انگارے پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ بھائی بھائی کے خلاف ہو گیا۔ بیٹا ماں سے جدا ہو گیا۔ اور گھر گھر نفرت کی وہ آگ پھیلی کہ جس میں مسلمان آج تک جل رہا ہے۔

یہ تھے وہ ایمان سوز نظریات جنھیں آج منظر عام پر آئے ہوئے تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن اگر آج بھی یہ نظر کے سامنے آجائیں تو دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔ اور یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ بیانات کسی عام آدمی کے نہیں بلکہ اُن لوگوں کے ہیں جنھیں دنیا امام الہند، شیخ الاسلام وشمس العلماء کے القابات سے جانتی ہے۔

جمعیۃ العلماء الہند کے سربراہ مولانا حسین احمد نے 1921ء میں ایک اجلاس میں

---

(۱) مشرق کا فراموش کردہ نابغہ از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مظہری

قرارداد منظور کی کہ!

''ہندوستان کے مسلمان گائے کی بجائے بھیڑ بکری کی قربانی کیا کریں۔''(۱)

انھی بزرگ موصوف نے دوران تقریر کہا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں (یعنی ایک وطن میں رہنے والے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا سکھ ایک ہی قوم ہیں) ان کے اس بیان پر شاعر مشرق مفکر پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ نے ایسا مسکت جواب دیا کہ آج تک کسی سے اسکا جواب نہ بن پڑا۔ یہیں پر بس نہیں بلکہ خلافت کمیٹی کے ممبران نے ہندوؤں کی ارتھی کو کندھا دیا ان کے ماتم میں تعزیتی جلسے کیے گئے اور فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔ امرتسر کی جامع مسجد میں منبر رسول ﷺ پر گاندھی کو بٹھایا گیا اور لالہ مصدی لال اور لالہ گلاب سنگھ نے تقاریر کیں۔ مولانا ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمہ کے بیان کے مطابق ایک سیاسی جلسے میں مولانا حسین احمد نے علماء کرام اور عوام کے سر سے عمامے اتروا کر گاندھی کیپ اوڑھائی جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔ گاندھی کی ٹوپی کو عام کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ترکی ٹوپی اوڑھنا چھوڑ دیں جو مسلمانوں کی علامت اور نشانی ہے۔(۲)

دوسری طرف کانگرس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد جو گاندھی سے بہت متاثر تھے اور دونوں کا آپس میں بہت یارانہ تھا گاندھی جی بیشتر معاملات میں مولانا صاحب کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ اور مولانا نے اپنے اس تعلق کو مزید مضبوط کرنے کے لیے اپنی ایک تصنیف

---

(۱) تجلیاتِ عثمانی از انوارالحسن بحوالہ تنقیدات وتعاقبات از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

(۲) تنقیدات وتعاقبات از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

کا انتساب بھی گاندھی کے نام کیا ہے۔ یہی مولانا آزاد اپنی عمر کے آخری حصے میں سب کچھ بھول کر متحدہ قومیت کے نشے میں سرشار ہو گئے۔ اور منہ میرا زبان اُن کی فرمانے لگے!

''یہ تخیل کہ ہندوستان میں دو قومیں آباد ہیں سرکاری دماغوں کا وضع کردہ ہے''(۱)

انھی مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی آزاد خیالی کی بنا پر قادیانیوں کے پیچھے نماز ادا کی اور قادیانی کے جنازے میں شریک ہوئے۔(۲)

یہ تھے وہ نام نہاد علماء اور لیڈر جو ہندو مسلم اتحاد کو پروان چڑھانے میں اپنے دین کی اساس کو پاش پاش کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ دوسری طرف مسٹر رام چند موہن داس گاندھی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ موصوف ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں!

''میں اپنے آپکو سناتنی ہندو کہتا ہوں ۔۔۔۔ ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں کو مانتا ہوں اوتاروں کا قائل ہوں اور تناسخ کے عقیدے پر یقین رکھتا ہوں۔ میں گاؤ رکھشاء کو اپنے دھرم کا جزو سمجھتا ہوں اور بت پرستی سے انکار نہیں کرتا میرے جسم کا رواں رواں ہندو ہے۔''(۳)

ان حالات میں جب سادہ لوح مسلمان کانگریسی علماء کے چکر میں آ کر اپنا مذہبی تشخص مٹانے پر تلا ہوا تھا اور اکبر کے دین الہی کی یاد ایک مرتبہ پھر تازہ ہونے لگی تھی مسلمانوں کی رہنمائی کیلیے سرزمین ہند کا فخر بریلی کا تاجدار اُٹھا جس کی علمی جلالت اور فقہی

---

(۱) قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر از سمیع اللہ قریشی

(۲) دیکھیے: یارانِ کہن از عبدالمجید سالک اور آزاد کی کہانی از عبدالرزاق ملیح آبادی (ظفر)

(۳) قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر از سمیع اللہ قریشی

بصیرت دیکھ کر علماء حرمین شریفین نے انھیں اپنا امام تسلیم کیا آپ کی کتابوں پر تقاریظ لکھ کر ان پر مہر تصدیق ثبت کی۔ جسے دنیا امام اہلسنت مجدد دین وملت کے نام سے جانتی ہے۔ ہاں وہی امام اہلسنت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت صاحب کنز الایمان الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ۔ جن کے بارے میں حرم شریف (مکہ معظّمہ) کی ایک مایہ ناز علمی اور روحانی شخصیت جناب العلامہ الشیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی کا ایمان افروز باطل سوز بیان ملاحظہ فرمائیں۔

''بے شک مولانا احمد رضا خان اس زمانے میں علماء و محققین کا بادشاہ ہے اور اس کی ساری باتیں سچی ہیں۔ گویا وہ ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اس یگانہ امام کے دستِ مبارک پر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے۔ یعنی ہمارے سردار ہمارے آقا علماء و محققین کے خاتم علمائے اہلسنت کے پیشوا سیدی احمد رضا خان اللہ تعالیٰ ہمکو اسکی زندگی سے منور فرمائے اور ان سب کے خلاف اسکی حمایت فرمائے جو اسکی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہیں''۔ (۱)

ایک اور فاضل اجل الشیخ اسمٰعیل بن سید خلیل حافظ کتب الحرام علیہ الرحمہ کا بیان ملاحظہ فرمائیں!

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل ، عالم فاضل، صاحب مناقب ومفاخر۔۔۔۔ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس

---

(۱) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

صدی کا مجدّد ہے تو حق وصحیح ہے۔(۱)

خاندانی پس منظر

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ قندھار کے موقر قبیلہ بڑہیچ کے پٹھان تھے۔آپ کے جد اعلیٰ شہزادہ سعید اللہ خان علیہ الرحمہ قندھار سے سلطان شاہ محمد کے ساتھ ہندوستان آئے۔آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کیوجہ سے آپ کو شش ہزارہ کا خطاب دیا گیا۔لاہور کا شیش محل آپ ہی کی جاگیر تھا۔آپ کے صاحبزادے سعادت یار خان علیہ الرحمہ کو سلطان شاہ محمد نے ایک مہم کیلیے بریلی (روہیل کھنڈ) بھیجا کامیابی پر آپ کو بریلی میں جاگیر عطاء ہوئی۔سعادت یار خان کے صاحبزادے بھی سلطان شاہ محمد کی حکومت میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے۔آپ کے بڑے صاحبزادے اعظم خان نے کچھ عرصے بعد سلطنت کے انتظامی امور سے کنارہ کشی اختیار کر کے زہد وتقوی اور ترک دنیا اختیار فرمایا۔اعظم خان علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت حافظ کاظم علی خان سلطان شاہ محمد کی حکومت میں تحصیل دار تھے۔مغل حکومت کی طرف سے آپ کو بہت بڑی جاگیر عطاء ہوئی تھی۔(۲)

حافظ کاظم علی خان کے گھر امام العلماء رضا علی خان علیہ الرحمہ پیدا ہوئے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے دادا تھے۔آپ علم وفضل میں اپنی مثال آپ تھے۔امام العلماء مولانا رضا علی خان کے بیٹے امام الاولیاء زہد الاتقیاء صاحبِ تصانیف مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ

---

(۱) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(۲) حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ

تھے جو امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے والد گرامی تھے۔ امام احمد رضا کے حقیقی دادا امام رضا علی خان علیہ الرحمہ وہ پہلے شخص ہیں جو اس خاندان میں دولت علم دین لائے اور علم دین کی تکمیل کے بعد اُنھوں نے سب سے پہلے مسند افتاء کو رونق بخشی تو اس خاندان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی اور تلوار کی جگہ قلم نے لے لی۔ اور پھر اس خاندان کا رخ ملک کی حفاظت سے دین کی حمایت کی طرف ہو گیا۔ (۱)

پیشن گوئی ولادت با سعادت

مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ بریلی شریف (ہندوستان) میں 14 جون 1856ء میں پیدا ہوئے۔ آپ علیہ الرحمہ کی پیدائش سے پہلے آپ کے دادا مولانا رضا علی خان علیہ الرحمہ نے آپ کے والد سے فرمایا تھا کہ ہمارے گھر میں اللہ پاک ایک فرزند عطا فرمائے گا، جو علم کے دریا بہائے گا، جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔ (۲)

تعلیم و تربیت و حاضری مارہرہ شریف

آپ نے ابتدائی تعلیم جناب مرزا غلام قادر بیگ بریلوی، مولانا عبد العلی رامپوری، سید شاہ آل رسول، سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل کی۔ ابتدائی کتابوں کے بعد باقی درسیات کی تکمیل اپنے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ سے مکمل کی اور تیرہ سال دس مہینے کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہوئے۔ (۳) اس کے بعد مزید رہنمائی کیلیے

---

(۱) سیرت اعلیٰ حضرت وکرامات از مولانا حسنین رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

(۲) حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قادری علیہ الرحمہ

(۳) ایضاً

اپنے وقت کے مایہ ناز علماء ومحدثین کی طرف رخ کیا۔ان میں امام الحرمین شیخ احمد بن زین دحلان مکی علیہ الرحمہ،شیخ عبد الرحمٰن مکی علیہ الرحمہ،شیخ حسین بن صالح علیہ الرحمہ شامل ہیں۔(۱) ظاہری علوم وفنون کی تکمیل کے بعد 1877ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت سیدنا غوث پاک سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کی آل پاک کے ایک مایہ ناز علمی وروحانی فرزند سید العلماء برہانُ الاتقیاء حضرت سید شاہ آل رسول قادری مارہروی علیہ الرحمہ جن کا خاندان صدیوں سے علوم و معارف کے خزانے لٹا رہا ہے مارہرہ شریف بیعت کیلیے حاضر ہوئے اور پیرو مرشد نے اسی جلسے میں تمام سلسلہ کی اجازت وخلافت عطا فرما کر خلیفہ مجاز بنا دیا اور تمام طریقوں میں بیعت لینے کی اجازت تامہ بھی عطا فرمائی۔(۲)

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی دینی و ملی خدمات

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ امام اہلسنت صاحب کنز الایمان امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ جس دور میں پیدا ہوئے وہ عالم اسلام پر ایک نہایت سخت دور تھا بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا ہوا تھا، کانگریسی علماء نے مسلمانوں کے اندر ایسی فضا پیدا کی ہوئی تھی کہ حق بات کہنے والے پر فوراً انگریز ایجنٹ کا الزام لگا دیا جاتا تھا۔ہندو اور انگریز مسلمانوں کو تباہ کرنے کیلیے ہر حربہ استعمال کر رہے تھے۔انھیں میں ایک تحریک ترک موالات کی تھی۔یہ تحریک ایک طوفان کی طرح پورے متحدہ ہندوستان پر چھا چکی تھی اس کے خلاف آواز اُٹھانا اپنے آپ کو طعن وتشنیع کا حدف بنانا تھا ملت اسلامیہ کا دشمن اور انگریز کا ایجنٹ قرار دینا عام سی بات تھی۔

---

(۱) مشرق کا فراموش کردہ نابغہ از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مظہری

(۲) حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری قادری علیہ الرحمہ

بقول رئیس احمد جعفری!

''اس تحریک کی جس نے مخالفت کی، اس کا رخ جس نے موڑنا چاہا، اس کی پگڑی سلامت نہ رہ سکی۔۔۔۔اکابر علماء، صلحاء، اخیار، ابرار میں سے جس نے بھی اس تحریک کی مخالفت کی، اسے مسلمانوں کے قومی پلیٹ فارم سے ہٹ جانا پڑا۔''(۱)

ایسے عالم میں امام احمد رضا بریلوی نے کسی مخالفت اور الزام کو خاطر میں لائے بغیر بصیرت ایمانی کا مظاہرہ کیا اور ببانگ دہل فرمایا!

''موالات ہر کافر سے حرام ہے۔رب عزوجل نے عام کفار کی نسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کا استثناء ماننا اللہ عزوجل پر افترائے بعید اور قران کریم کی تحریف شدید ہے''۔(۲)

مزید فرماتے ہیں!

''قران عظیم نے بکثرت آیتوں میں تمام کفار سے موالات قطعاً حرام فرمائے مجوس ہوں، خواہ یہود و نصاریٰ ہوں خواہ ہنود اور سب سے بدتر مرتدانِ عنود اور یہ مدعیان ترک موالات مشرکین مرتدین سے یہ کچھ موالات برت رہے ہیں، پھر ترک موالات کا دعویٰ''(۳)

مشہور ماہر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے مطابق تحریک خلافت کے آغاز میں عدم تعاون

---

(۱) البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ از علامہ عبدالحکیم شرف قادری

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد ٦ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ

(۳) ایضاً

کے فتوے پر دستخط کے لیے علی برادران امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی خدمت حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا!

''مولانا آپ کی اور میری سیاست میں فرق ہے آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور میں مخالف۔ مزید فرمایا!

''مولانا میں مسلمانوں کی سیاسی آزادی کا مخالف نہیں میں تو ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں۔(۱)

جعفر شاہ پھلواری لکھتے ہیں!

''ترک موالات کی تحریک جب زوروں پر رہی، مجھے فاضل بریلوی سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ترک موالاتیوں نے ان کے متعلق یہ مشہور کر رکھا تھا کہ نعوذ باللہ وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترک موالات کی مخالفت پر مامور ہیں۔۔۔۔تحریک ترک مولات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا اسی لیے ایسی افواہوں کو غلط سمجھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، لیکن جیسے جیسے شعور آتا گیا، مذہبی تعصب اور تنگ دلی کا رنگ ہلکے سے ہلکا ہوتا چلا گیا۔''(۲)

مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کو انگریز سے سخت نفرت تھی اور آپ کی نفرت کا یہ عالم تھا کہ آپ ڈاک کا ٹکٹ لگاتے تو اُلٹا لگاتے تاکہ جارج پنجم کا سر ہمیشہ نیچا رہے۔آپ پر کئی مقدمے قائم کئے گئے لیکن آپ عدالت میں نہ گئے۔آپ فرماتے تھے کہ جب میں انگریز کی حکومت کو نہیں

---

(۱) البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ از علامہ عبدالحکیم شرف قادری

(۲) ایضاً

مانتا تو اس کی عدالت میں کیسے جاؤں ۔ترک موالات کے زمانے ہی میں تحریک ہجرت اُٹھی اور مسلمانان ہندوستان کی ایک کثیر تعداد ہجرت کر کے افغانستان چلی گئی۔امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے اس کی سخت مخالفت کی۔اور اس مسلم کش تحریک میں مسلمانوں کو شامل ہونے سے منع فرمایا۔اور پھر آنے والے وقت نے یہ بات ثابت کر دی کہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل حق وصحیح تھا۔

غرض کہ ہر دینی اور سیاسی مسئلے میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرمائی۔ترک گاؤ کشی کی تحریک اُٹھی تو آپ نے رسالہ ''النفس الفکر فی قربان البقر'' لکھا جس میں گائے کے ذبیحہ کی حمایت میں زبردست دلائل پیش کیے۔آپ کے دلائل کو دیکھ کر عالم اسلام کے مایہ ناز محدث مولانا ارشاد حسین رامپوری علیہ الرحمہ خوشی سے جھوم اُٹھے اور فرمایا!

الناقد البصیر (یعنی پرکھنے والا دیدہ ور ہے)

گاندھی سے لیکر جمعیۃ الہند تک پورا ہندوستان سب گاؤ کشی کے خلاف تھے صرف ایک امام احمد رضا خان اور ان کے ہمنوا علماء تھے جو اسلام کے اس عظیم شعار کی بقا کیلیے مصروف عمل تھے۔امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے ہر مسئلہ پر اُمت مسلمہ کی جو رہنمائی فرمائی ہے اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔آپ نے ساری زندگی عشق ومحبت کا درس دیا۔آپ ایک عظیم نعت گو شاعر،ماہر فقیہہ مایہ ناز محدث اور سائنسدان تھے۔آپ نے کم وبیش 65 سے زائد علوم وفنون میں ایک ہزار سے زائد تصانیف یادگار چھوڑیں ہیں۔جن میں فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا ''فتاویٰ رضویہ'' جسے ابھی حال ہی میں رضا فاؤنڈیشن (جامعہ نظامیہ رضویہ) لاہور کے جید

علماء کرام نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کیا ہے 33 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ مکہ معظّمہ کے ایک فاضل جلیل عالم نبیل سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب الحرام علیہ الرحمہ نے جب فتاویٰ رضویہ کے چند اوراق ملاحظہ فرمائے تو یوں گویا ہوئے!

"میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان فتاوٰی کو اگر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ دیکھتے تو یقیناً اُن کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کرتے"۔(۱)

بالآخر علوم وفنون کا یہ بحر بیکراں 1921ء میں 51 برس کی عمر میں اللہ کا ورد کرتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگیا، اور اپنے پیچھے علوم وفنون کا وہ بیش بہا خزانہ چھوڑ گیا کہ اگر اہل علم حضرات تعصب کی عینک اُتار کر اور عشق کے کنٹیکٹ لینز لگا کر امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف کا مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ علوم و معارف کے وہ انمول موتی جو اُنھوں نے اپنی تصانیف میں بکھیرے ہیں اُن سے تحقیق وتصنیف کی دنیا میں نئی راہیں تلاش کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

ظفر محمود

شعبہ نشر واشاعت اشاعتِ اسلام فاؤنڈیشن

واہ کینٹ

---

(۱) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری

﴾ہمارا مقصد﴿

☆ عشق رسول ﷺ کی شمع کی لو میں مسلمانانِ عالم اور بالخصوص نوجوانوں کے قلوب واذہان کو منور کرنا۔

☆ انسانیت کو قران وسنت کی تعلیمات پر چلانے کی سعی کرنا۔

☆ مختلف مقامات پر ہفتہ وار درس قران کا اہتمام کرنا۔

☆ مختلف مسائل پر مبنی ماہانہ محققین علماء اور ریسرچ اسکالرز کے رسائل کی اشاعت کرنا۔

☆ اسلامی مہینوں کی مناسبت سے سالانہ محافل کا انعقاد کرنا۔

آیئے ! اس عظیم مقصد کی تکمیل میں ہمارا ساتھ دیں۔

مرکزی دفتر: مسجد محمدی عقب 21 ایریا مارکیٹ پی او ایف واہ کینٹ

رابطہ: مکتبہ فیضانِ سنت دوکان نمبر 28 لائق علی چوک واہ کینٹ

ہماری دیگر مطبوعات

ظفرِ مُبین (غیر مقلدین کے دلائل کا رد)	علامہ ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی
اربعین ظفر (قرآت خلف الامام)	علامہ ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی
12 ربیع الاول میلاد النبی ﷺ یا وفات النبی ﷺ	علامہ ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی
قائداعظم کا مسلک	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
امام احمد رضا علیہ الرحمہ علمائے دیوبند کی نظر میں	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
خلفائے امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور تحریک پاکستان	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
تقاریظ اعلیٰ حضرت (غیر مطبوعہ)	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری